زاشے

امریکہ، پاکستان اور عالم اسلام

امریکی میزائل، ہمارے لیے وارننگ

امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ نے بتایا ہے کہ امریکہ کے لیے ٹام ہاک میزائل پاکستان کے قبضے میں جانے کے بعد سب سے بڑی تشویش کی بات یہ ہے کہ چین ٹام ہاک میزائل کے ریڈار سسٹم کو اپنے فضائی ودفاعی نظام میں استعمال نہ کرے۔ اخبار کے مطابق پاکستان سائنس دان اس میزائل کے بعض حصوں کا معائنہ کر رہے ہیں اور وہ اسے اپنی خوش قسمتی سمجھ رہے ہیں کہ یہ میزائل ہدف پر گرنے کی بجائے پاکستان میں گرے جس سے پاکستان کے لیے اس ٹیکنالوجی کا حصول ممکن ہو جائے گا۔ پاکستان میں پہلے ایک میزائل کے گرنے کی خبر آئی تھی۔ اب دوسرا میزائل بھی دریافت ہو گیا ہے جو اپنے ہدف پر پہنچنے کے بجائے راستے ہی میں گر پڑا۔ یہ بڑی حیران کن بات ہے کہ فول پروف ٹیکنالوجی والے یہ میزائل اپنے ہدف تک نہ پہنچ سکے اور پاکستانی علاقے میں گر پڑے۔ اس لیے ہمیں اس معاملے کے تمام پہلوؤں کو نظر میں رکھتے ہوئے احتیاط کے ساتھ نتائج اخذ کرنے چاہئیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ نیوکلیئر پاور بننے کے بعد امریکہ پاکستان کو یہ وارننگ دینا چاہتا ہو کہ اپنی کامیابی پر اتنے نہ پھولو۔ تم اب بھی ہمارے میزائلوں کی مار سے باہر نہیں ہو۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ اتنی اعلیٰ ٹیکنالوجی کے یہ میزائل اپنے راستے سے بھٹک کر پاکستان میں گر پڑے۔ علاوہ ازیں پاکستانی ریڈار بھی ان میزائلوں کا پتہ نہ چلا سکے اور ان کے چلنے کی اطلاع خود امریکی جنرل رالسٹن نے دی جو اس موقع پر پاکستان آئے ہوئے تھے۔ اس لیے یہ بھٹکنے والے میزائل پاکستان کے لیے پیشگی وارننگ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ امریکہ کے سامنے سرکشی کی جرات نہ کرے۔ اب جبکہ یہ دو میزائل پاکستان کے ہاتھ آ گئے ہیں تو پاکستان کو اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھا کر ان کی ٹیکنالوجی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پاکستان اگر خدا کی مہربانی اور اپنی کوششوں سے نیوکلیئر پاور بن سکتا ہے تو وہ اس میزائل ٹیکنالوجی پر دسترس بھی حاصل کر سکتا ہے لہٰذا پاکستان کو ان میزائلوں کو عطیہ خداوندی سمجھتے ہوئے اپنے سیکیورٹی سسٹم کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ میزائل امریکہ کو واپس کرنے کے بجائے اپنے ماہرین کے

سپرد کر دینے چاہئیں۔ ہم امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس سے قبل کئی حماقتیں کر چکے ہیں لیکن اب ہمیں یہ میزائل واپس کرنے کی حماقت نہیں کرنی چاہیے۔ آزمودہ را آزمودن جہل است کے مصداق امریکہ سے خیر کی توقع رکھنا اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے لہٰذا ہمیں اپنے قومی مفادات کو پیش نظر رکھ کے پالیسی وضع کرنی چاہیے۔

(اداریہ شذرہ روزنامہ نوائے وقت' ۳۰ اگست ۹۸ء)

امریکی سی آئی اے کی سالانہ رپورٹ

امریکی سی آئی اے نے اپنی سالانہ رپورٹ برائے ۱۹۹۷ء میں مہاجروں کو پانچویں قومیت کے طور پر تسلیم کرتے ہوئے ان کی تعداد کو آٹھ فیصد قرار دیا ہے جبکہ سرائیکی بولنے والوں کو دس فیصد قرار دیتے ہوئے انہیں علیحدہ لسانی گروپ یا قومیت تسلیم نہیں کیا۔

امریکی سی آئی اے کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ نے مہاجروں کو پانچویں قومیت تسلیم کرتے ہوئے پاکستان کو داخلی طور پر انتشار سے دوچار کرنے کے لیے سازشیں تیز تر کر دی ہیں۔ وطن عزیز کے قیام کے بعد ہجرت کے نتیجے میں آنے والے پاکستانیوں کی ایک بہت بڑی تعداد پنجاب سمیت ملک بھر کے مختلف علاقوں میں آباد ہوئی اور وہ جہاں بھی آباد ہوئے وہاں کے ماحول میں پوری طرح سے جذب ہو کر تمام پاکستانیوں کی طرح برابر کی سطح کے پاکستانی کہلائے۔ انہوں نے ہجرت کو نہیں بلکہ اس وطن کو اپنی شناخت کا حوالہ بنایا جس کی خاطر انہیں ہجرت کرنا پڑی۔ اس لیے وہ مقامی ثقافتوں کو دل وجان سے قبول کرتے ہوئے مہاجر کی بجائے پاکستانی کہلانے پر فخر کرنے لگے تاہم قیام پاکستان کے بعد اپنی علمی برتری کے باعث ہجرت کر کے آنے والوں کا ایک مخصوص گروہ پالیسی ساز اداروں میں اس وقت تک نمایاں کردار ادا کرتا رہا جب تک کہ پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگ پڑھ لکھ کر آگے بڑھے اور پالیسی ساز اداروں اور سرکاری ملازمتوں میں اپنے حقوق کے لیے تگ ودو کرنے لگے۔ پالیسی ساز اداروں پر اجارہ داری کے زعم میں مبتلا مخصوص گروہ اور اس کے مفادات کی ترجمانی کرنے والے دانشوروں نے جب پالیسی ساز اداروں میں اپنی اجارہ داری کو خطرہ میں محسوس کیا تو وطن عزیز کے چند مخصوص شہروں میں ہجرت کر کے آباد ہونے والے پاکستانیوں کو مہاجر اور الگ قومیت ہونے کے احساس میں مبتلا کرنا شروع کر دیا حالانکہ یہ وہی دانشور تھے جو اپنی اجارہ داری کے زمانے میں پاکستان میں قومیتوں کی اصطلاح استعمال کرنے والوں کو ملک دشمن قرار دے کر قومیتوں کے وجود کی نفی کیا کرتے تھے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہجرت کے نتیجے میں پاکستان آنے والوں کی اکثریت خود کو مہاجر

نہیں بلکہ پاکستانی سمجھتی ہے جبکہ "مخصوص مفادات" کے حامل دانشوروں کے پیدا کردہ حالات کو اب امریکہ اپنے "مخصوص مفادات" کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ امریکی سی آئی اے کی شر انگیز سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے اور کراچی سے دہشت گرد عناصر کا صفایا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے۔

(اداریہ شذرہ روزنامہ اوصاف' ۲۶ اگست ۹۸ء)

امریکی اعتراضات پر دفتر خارجہ کا درست رد عمل

پاکستانی دفتر خارجہ نے ایوب مسیح کی سزائے موت کے حوالے سے امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان کے بیان کو غیر ضروری اور حقائق کے منافی قرار دیتے ہوئے اسے مسترد کر دیا ہے۔ دفتر خارجہ کے ترجمان نے کہا کہ امریکی بیان میں اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا گیا کہ پاکستان میں اظہار رائے اور مختلف مذاہب کے لوگوں کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے کی مکمل آزادی ہے تاہم کسی مذہب کی توہین کی اجازت نہیں ہے اور یہ بات پاکستان کے قوانین کے سراسر منافی ہے۔ ترجمان نے کہا کہ ہمارے ملکی قوانین کا بھی اس طرح احترام کیا جانا چاہئے جس طرح دوسرے ممالک اپنے قوانین کا احترام کرتے ہیں۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی قانون سازی کے ضمن میں بیرونی دباؤ قبول نہیں کیا جائے گا اور بشپ جان جوزف کی خودکشی کی ذمہ داری حکومت پاکستان پر عائد نہیں ہوتی تاہم حکومت کو اس واقعے پر افسوس ہے اور اس کے حقائق کو منظر عام پر لایا جائے گا۔

پاکستانی دفتر خارجہ کا بیان حقیقی معنوں میں پاکستانی قوم کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ امریکہ کو یہ بات ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ پاکستان پندرہ کروڑ غیرت مند مسلمانوں پر مشتمل ایک آزاد اور خود مختار ملک ہے جس میں رائج قوانین کا خمیر یہاں کے عوام کی امنگوں اور آرزوؤں سے اٹھتا ہے۔ امریکہ کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا کسی بھی طرح سے کوئی حق نہیں پہنچتا۔ پاکستان کے کروڑوں عوام اپنے مذہبی عقائد کی حرمت پر مبنی قوانین کے خلاف امریکی سازشوں اور پروپیگنڈے کا منہ توڑ جواب دینا چاہتے ہیں۔ امریکہ کو اپنے سپر پاور ہونے کے زعم بے جا میں پاکستان کو اپنی نوآبادی سمجھنے کا رویہ فی الفور ترک کرنا ہوگا اور اس حقیقت کا اعتراف کرنا ہوگا کہ مسلمانوں کے مذہبی عقائد اور جذبات ان کے لیے زندگی اور موت کا سوال ہیں۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس پر کوئی مسلمان کسی صورت بھی سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔ بہتر یہی ہوگا کہ امریکہ عالمی سطح پر اور خود امریکہ میں اسلام کی تیزی سے بڑھتی ہوئی مقبولیت کا احساس کرتے ہوئے ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے باز

رہے جو پاکستان سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں میں اس کے خلاف پائے جانے والے جذبات کو مزید مشتعل کرنے کا باعث بن سکتے ہیں۔

(ادارتی شذرہ روزنامہ اوصاف ' ۱۱ مئی ۹۸ء)

نواز شریف کا دورہ امریکہ ' مزید پابندیاں؟

امریکہ کے نائب وزیر خارجہ کارل انڈر فرتھ نے کہا ہے کہ امریکی کانگریس سے براؤن ترمیم کی منظوری کے بعد صدر کلنٹن پاکستان اور بھارت کے ساتھ سودے بازی کے لیے بہتر پوزیشن میں آگئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میاں نواز شریف جلد امریکہ کا دورہ کرنے والے ہیں لیکن پاکستان کو سی ٹی بی ٹی کی توثیق اور ایٹمی اسلحہ کی تخفیف کے بغیر کوئی امداد دینا مشکل ہے۔ براؤن ترمیم کے تحت امریکی صدر کو پاکستان اور بھارت پر عائد اقتصادی پابندیاں ختم کرنے کا مشروط اختیار مل گیا ہے۔

امریکہ پاکستان سے صرف سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرانا نہیں چاہتا بلکہ وہ ایٹمی مواد کی تیاری بند کرنے کے معاہدہ پر بھی دستخط کروانا چاہتا ہے جس کے بعد پاکستان اپنے دفاع کے لیے ایٹمی وسائل میں اضافہ کے قابل نہیں رہے گا۔ امریکی نائب وزیر خارجہ کا یہ بیان معنی خیز ہے کہ نواز شریف کو "تحائف" دینے کے لیے امریکہ نہیں بلایا جا رہا اور پاکستان کو چاہیے کہ وہ آئی ایم ایف سے بھی تعلقات بحال کرے۔

امریکی نائب وزیر خارجہ کے بیان کے بعد پاکستان پر اقتصادی پابندیاں ختم ہونے اور پانچ ارب ڈالر کا امدادی پیکج ملنے کا معاملہ مزید مشکوک ہو گیا ہے۔ امریکہ پاکستان سے آئی ایم ایف کی شرائط کے علاوہ ایٹمی شعبہ میں اپنی یک طرفہ شرائط بھی منوانا چاہتا ہے۔ بعض اطلاعات کے مطابق پاکستان نے آئی ایم ایف کی متعدد شرائط تسلیم کر لی ہیں لیکن اس ضمن میں کوئی سرکاری بیان سامنے نہیں آیا۔ وزیر اعظم دو روز قبل ہی کراچی میں کہہ چکے ہیں کہ قومی اور عوامی مفاد کے منافی کوئی شرط قبول نہیں کی جائے گی۔ تاہم اب دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان آئی ایم ایف سے مذاکرات اور پھر وزیر اعظم کے دورہ امریکہ میں کتنی آزاد روی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

(ادارتی شذرہ روزنامہ خبریں ' ۱۸ اکتوبر ۹۸ء)

امریکی امداد: حقیقت پسندی سے کام لیا جائے

امریکہ کے صدر بل کلنٹن نے کہا ہے کہ پاکستان کی طرف سے سی ٹی بی ٹی پر دستخط

کرنے پر رضامندی قابل خیر مقدم ہے لیکن پاکستان پر ایٹمی دھماکوں کے بعد عائد کی جانے والی اقتصادی پابندیاں ختم کرنے کا فیصلہ قبل از وقت ہوگا۔ امریکی حکومت کی طرف سے جمعہ کو ایک سرکاری بیان جاری کیا گیا جس میں امریکی صدر نے کہا کہ پابندیاں نرم کرنے کے لیے اقدامات میں سی ٹی بی ٹی پر دستخط محض ایک اقدام ہے اور دونوں ملکوں کو تادیبی کارروائیوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے لمبا سفر طے کرنا ہوگا۔ انڈیا ریڈیو کے مطابق امریکہ کی قومی سلامتی کونسل کے ترجمان ڈیوڈ میوی نے کہا ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں کے علاوہ بھی پاکستان اور بھارت کو کئی اقدامات کرنا ہوں گے۔ تہران ریڈیو کے مطابق امریکہ کی وزیر خارجہ البرائٹ نے بھی کہا ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کے لیے صرف آمادگی کا اظہار پابندیاں ختم کرنے کے لیے کافی نہیں۔

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی صدر امریکہ سے ملاقات اور پھر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کے دوران سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں کے لیے آمادگی کے اظہر کے بعد یہ امریکہ کا پہلا سرکاری رد عمل ہے جو امریکی حکومت کے بیان' قومی سلامتی کونسل کے ترجمان اور امریکی وزیر خارجہ کے بیان کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ اس رد عمل سے صاف ظاہر ہے کہ امریکہ اقتصادی پابندیاں فوری طور پر اٹھانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا جیسا کہ پاکستان کے بعض سرکاری حلقے اور حکومتی زعما تاثر دے رہے ہیں۔ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے جمعرات کے روز نیو یارک میں ایک اخباری انٹرویو میں کہا تھا کہ تنازع کشمیر کے حل اور اقتصادی پابندیاں ختم ہوئے بغیر پاکستان ایٹمی تجربات پر پابندی کے جامع سمجھوتے پر دستخط نہیں کرے گا۔ وزیر اعظم نے بجا طور پر خبردار کیا تھا کہ پابندیاں اٹھائے جانے کے بارے میں قوم کو زیادہ توقعات نہیں رکھنی چاہئیں کیونکہ ایسی توقعات جب پوری نہ ہوں تو شدید مایوسی ہوتی ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وزیر اعظم کو صدر امریکہ سے بات چیت کے دوران یہ احساس ہو گیا تھا کہ امریکہ محض دستخطوں کے اعلان سے پابندیاں ختم کرنے پر رضامند نہیں ہوگا چنانچہ انہوں نے خبردار کیا کہ ہمیں پابندیاں ختم ہونے کے بارے میں زیادہ توقعات وابستہ نہیں کرنی چاہئیں۔ پاکستان اقتصادی امداد (قرضوں کے حصول) کے لیے بین الاقوامی مالیاتی فنڈ سے بھی مذاکرات کر رہا ہے اور گزشتہ ہفتہ کے دوران آئی ایم ایف کے وفد سے اسلام آباد میں مذاکرات ہوئے ہیں۔ آئی ایم ایف نے نجی بجلی کمپنیوں کے نرخوں میں کمی' ملک میں بجلی کے نرخ بڑھانے کے حوالے سے اور ادائیگیوں کے توازن کے سلسلے میں جو شرائط پیش کی

ہیں، پاکستان نے انہیں مسترد کر دیا ہے۔ پاکستان کا موقف یہ ہے کہ یہ شرائط انتہائی سخت ہیں اور ان کے نتیجے میں پاکستان کے عوام پر ناقابل برداشت بوجھ پڑے گا۔ چنانچہ پاکستان کے عالم مالیاتی حلقوں کا تاثر یہ ہے کہ پاکستان کو امداد ملنا محال ہے۔ پاکستان اور آئی ایم ایف کے مذاکرات ۲۔ اکتوبر سے واشنگٹن میں ہوں گے۔

وزیر اعظم کے اقتصادی مشیر ڈاکٹر حفیظ پاشا کا کہنا ہے کہ آئی ایم ایف سے پانچ ارب ڈالر کا قرضہ مل جائے گا اور اس کی اصولی طور پر منظوری دی جا چکی ہے، لیکن سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں کے حوالے سے امریکہ کا جو نیا رویہ سامنے آیا ہے اور امریکی وزیر خارجہ سمیت حکومتی ترجمانوں بلکہ صدر امریکہ کے سرکاری بیان میں جو کچھ کہا گیا ہے، اس کا اثر یقیناً آئی ایم ایف کی پالیسی پر بھی ہوگا اور اس امر کا امکان ہے کہ ۲۔ اکتوبر سے ہونے والے مذاکرات میں آئی ایم ایف کے حکام گریز کی راہ اختیار کریں۔ ڈاکٹر حفیظ پاشا نے جمعہ کے روز اخباری نمائندوں کو جو کچھ بتایا، اس سے توقعات بڑھی ہیں لیکن ہماری رائے میں عالمی مالیاتی اداروں سے بھی کچھ زیادہ توقعات وابستہ کرنا سودمند نہ ہوگا۔ حکومت پاکستان اور پاکستانی زعماء کو امریکی پابندیوں کے خاتمہ اور امداد (یا قرضوں) کے حصول کے سلسلے میں بھی حقیقت پسندی سے کام لینا چاہیے۔

(اداریہ روزنامہ خبریں، ۲۷ ستمبر ۹۸ء)

کسووو کا بحران اور اقوام متحدہ کا کردار

صدر کلنٹن نے کہا ہے کہ کسووو میں قتل وغارت گری کو روکنے کے لیے نیٹو فورسز سربیا پر حملے کے لیے تیار ہیں۔ اگر یوگوسلاویہ کے صدر نے اقوام متحدہ کی قرارداد پر عمل کرتے ہوئے سرب فوجوں کو کسووو سے نہ نکالا اور صوبے میں قتل وغارت گری بند نہ کی تو کسی صورت رعایت نہیں کی جائے گی۔

کسووو میں گزشتہ کئی ماہ سے البانوی نژاد مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے لیکن اقوام متحدہ، امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک سربیا کو ان مظالم سے روکنے میں ناکام رہے ہیں اس لیے کہ انہوں نے بوسنیا کی طرح یہاں بھی سرب فوجوں کو مظالم سے روکنے کے لیے کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا۔ صدر کلنٹن نے صرف یہ کہنے پر اکتفا کیا کہ کسووو کو بوسنیا نہیں بننے دیا جائے گا لیکن عملاً صورتحال یہ ہے کہ سرب فوجوں نے یہاں بھی بوسنیا کی طرح شرمناک مظالم کا بازار گرم کر رکھا ہے اور اب تک ہزاروں بے گناہ مسلمان قتل کر دیے گئے اور ہزاروں کی تعداد میں بے گھر ہو کر جنگلوں اور پہاڑوں میں پڑے ہیں۔ اگر کسی غیر مسلم

انکیت کے خلاف اس قسم کی جارحیت ہوتی تو یورپ اور امریکہ کب کے میدان میں کود پڑے ہوتے۔ روس سربیا کے خلاف نیٹو کے استعمال کی مخالفت کر کے اپنی مسلم دشمنی کا ثبوت دے رہا ہے۔ اقوام متحدہ ابھی تک محض دھمکیوں سے آگے نہیں بڑھ سکی۔ کسووو کے مسلمانوں پر ہر دن قیامت کی طرح گزر رہا ہے۔ کسووو کے مسلمانوں کو بھی بوسنیا کے مسلمانوں کی طرح ان کے مسلمان ہونے کی سزا دی جا رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عالم اسلام سربیا کے مظالم کے خلاف آواز اٹھائے اور کسووو کے مسلمانوں کی مدد کے لیے آگے بڑھے۔ اس معاملے میں محض امریکہ اور اقوام متحدہ کے وعدوں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

(اداریہ شذرہ روزنامہ جنگ ۹۔ اکتوبر ۹۸ء)

فلسطین اور امریکہ

ایک بار پھر امریکی بیت الابیض میں امریکی صدر مسٹر بل کلنٹن کے زیر سایہ فلسطینی نائب صدر جناب یاسر عرفات اور اسرائیلی وزیر اعظم نتن یاہو کی ملاقات کرائی گئی ہے اور بل کلنٹن نے اعلان کیا ہے کہ "مذاکرات میں نمایاں پیش رفت ہوئی ہے مگر مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لیے اب بھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔"

تقریباً پانچ سال پہلے جب تنظیم آزادی فلسطین اور اسرائیلی حکومت میں معاہدہ اوسلو ہوا تھا' اس وقت بھی بعینہ ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا گیا تھا اور پھر تو بار بار یہی کہا گیا کہ نمایاں پیش رفت ہو رہی ہے مگر یہ کیسی پیش رفت ہے کہ نمایاں ہونے کے باوجود کسی کو نظر نہیں آ رہی۔ جو چیز نمایاں ہے' وہ یہ ہے کہ مسٹر نتن یاہو کی سرپرستی میں اسرائیلی حکومت نے زیادہ تیزی سے عربوں کو ان کی زمینوں اور گھروں سے بے دخل کرنا شروع کر دیا ہے اور یہودی بستیوں کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ آئے دن ایسی تصاویر ذرائع ابلاغ میں نمایاں ہوتی ہیں جن میں عربوں کو ان کے گھروں سے نکالا جا رہا ہوتا ہے' ان کے باغات' کھیت اور کھلیان اجاڑے جا رہے ہوتے ہیں اور احتجاج پر ان پر تشدد کیا جا رہا ہوتا ہے۔ جس دن وائٹ ہاؤس میں مذکورہ پیش رفت ہو رہی تھی' اسی دن ام الفحم میں اسرائیلی پولیس کے ہاتھوں عرب زخمی ہو رہے تھے۔ ایک دن پہلے بھی سو افراد کو زخمی کیا گیا تھا۔ ان کا قصور یہ تھا کہ وہ اپنی زمینیں غصب کیے جانے پر احتجاج کی جرات کر رہے تھے۔ یہ وہ علاقہ ہے جس پر اسرائیل نے قبضہ کر رکھا ہے۔ مظلوم عرب کب تک صبر وضبط سے کام لیں گے اور اس وقت کا انتظار کریں گے جب بہت کچھ ہو چکا ہو۔ اب وہ یہ سن سن کر تنگ آ چکے

ہیں کہ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ فلسطین میں پی ایل او کے اقتدار کے باوجود انہیں کچھ نہیں ملا حتیٰ کہ پی ایل او کو کامل اختیار واقتدار بھی نہیں ملا۔ جتنے بھی معاہدے ہوئے تھے، ان میں سے کسی پر اسرائیلی حکومت نے عمل نہیں کیا۔ فلسطینیوں کو صرف وعدے اور تسلیاں ہی تو ملی ہیں۔

گزشتہ دنوں مسٹر عرفات نے کہا تھا کہ اگر نتن یاہو معاہدوں پر عملدرآمد کا یقین دلائیں تو ان سے امریکہ میں ملاقات کی جائے گی ورنہ نہیں لیکن نتن یاہو نے ابھی تک تو ایسی کوئی یقین دہانی نہیں کرائی بلکہ یہودی بستیوں کی توسیع کا حکم دیا ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ نتن یاہو سے ملاقات جنرل اسمبلی میں عرفات کے خطاب سے پہلے ہوئی ہے جس میں وہ فلسطینی ریاست کے قیام کے مسئلہ اٹھانے والے تھے۔ اب شاید وہ یہ مسئلہ نہ اٹھائیں۔ یہ کس کی کامیابی ہے؟ ظاہر ہے کہ اس طرح کلنٹن اور نتن یاہو دونوں نے مسٹر عرفات کو یہ مسئلہ جنرل اسمبلی میں اٹھانے سے روک دیا ہے۔ امریکہ اگر مشرق وسطیٰ میں قیام امن اور کسی پیش رفت میں واقعی مخلص ہے تو سیدھی بات یہ ہے کہ نتن یاہو سے معاہدوں پر عمل کروائے ورنہ پھر کوئی مونیکا لیونسکی درمیان میں آجائے گی۔

(ادارتی شذرہ اردو نیوز جدہ ۳۰ ستمبر ۹۸ء)

زندہ انسان باہوش انسان ہے اور مردہ انسان بے ہوش اور بے عقل انسان۔ زندہ انسان اگر کسی وقت بولے گا تو حسب موقع چپ بھی ہو جائے گا۔ وہ اگر چلے گا تو کبھی رک بھی جائے گا۔ وہ اگر آگے بڑھے گا تو حالات کو دیکھ کر پیچھے بھی ہٹ جائے گا۔ وہ اگر تیز دوڑے گا تو کبھی اپنی رفتار سست بھی کر لے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ اپنی کامیابی تک پہنچ جائے گا۔ ----- اس کے برعکس مردہ انسان وہ ہے جو اس قسم کی سمجھ سے خالی ہو۔ جو بولنے کے بعد چپ نہ ہو سکے۔ جو چلنے کے بعد رکنا نہ جانے۔ جو صرف اپنی شرطوں کو منوانا جانتا ہو، فریق مخالف کی شرطوں پر راضی ہونا اس کے یہاں خارج از بحث ہو۔ ایسا انسان مردہ انسان ہے۔ خدا کی دنیا میں اس کے لیے صرف یہ مقدر ہے کہ وہ تباہی اور بربادی کا نشان بن کر رہ جائے۔

(مولانا وحید الدین خان)